شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ

قسط نمبر ۱۳

ترجمہ : مولانا سیف الرحمن الفلاح بی اے

نواں مسئلہ

بیت المقدس کا سفر زیارت کی غرض سے مشروع ہے

بیت المقدس کی زیارت کے متعلق صحیحین میں حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَمَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی۔

تین مساجد کے ماسوا کسی مسجد کا سفر زیارت اور عبادت کی غرض سے جائز نہیں۔ وہ تینوں مسجدیں یہ ہیں۔ ۱۔ مسجد الحرام ۲۔ مسجد اقصیٰ ۳۔ میری مسجد (مسجد نبوی)

اس کے علاوہ یہ حدیث اور طرق سے بھی مروی ہے۔ یہ حدیث مستفیض ہے۔ اور قابل قبول ہے۔ اہل علم نے اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے اور اس کی قبولیت اور تصدیق پر متفق ہیں۔

علماء کا اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ بیت المقدس کا سفر عبادت کی غرض سے مشروع ہے۔ جیسے اس میں نماز پڑھنا، دعا کرنا، ذکر کرنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور اعتکاف کرنا۔

ایک حدیث میں مذکور ہے جو حاکم نے اپنی صحیح میں بیان کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں تین سوال کیے :

۱۔ الٰہی مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔

۲۔ مجھے ایسا فیصلہ کرنے کی توفیق عنایت فرما جو تیرے فیصلے کے مطابق ہو۔

لہ صحیح مسلم جلد اول ص۴۴۷، نسائی جلد اول ص۸۰، ترمذی جلد اول ص۴۴

۳۔ جو شخص اس گھر (بیت المقدس) میں نماز پڑھنے کے لیے آئے اس کے گناہ معاف فرما۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس دعا کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب وہاں جاتے تو نماز پڑھتے مگر پانی نہ پیتے تاکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا اس کے حق میں قبول ہو کیونکہ انھوں نے یہ دعا فرمائی تھی کہ اس کا وہاں آنا نماز پڑھنے کے لیے ہو۔ تو یہ بات اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کا سفر خالص نیت سے کرنا چاہیے۔ دنیوی اغراض کی آلائش سے نیت پاک صاف ہونی چاہیے۔ نیز وہاں پر کسی بدعت کا ارتکاب کرنے کیلئے نہ جائے۔

علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ جو شخص نذر مانتا ہے کہ وہاں جا کر نماز پڑھے گا یا اس میں اعتکاف کرے گا۔ کیا اس نذر کا پورا کرنا اس پر واجب ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول مشہور ہیں اور دونوں ہی امام شافعیؒ کے قول ہیں۔

ایک یہ کہ اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ اکثر علماء کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ نذر کا پورا کرنا واجب نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مسلک ہے کیونکہ ان کے نزدیک نذر واجب وہ ہوتی ہے جس کی جنس شریعت میں واجب ہو لیکن اعتکاف کی نذر واجب نہیں ہوتی کیونکہ روزے کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دو روایات ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ نذر واجب نہیں۔

اکثر علماء صحیح بخاری کی اس روایت سے حجت پکڑتے ہیں جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ نَذَرَ اَنْ یُّطِیْعَ اللّٰہَ فَلْیُطِعْہُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَّعْصِیَ اللّٰہَ فَلَا یَعْصِہٖ۔

جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے تو اس کی اطاعت کرے یعنی نذر کو پورا کرے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو اس کی نافرمانی نہ کرے یعنی اس نذر کو پورا نہ کرے۔

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس شخص کو نذر پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے جو

---

[1] نسائی جلد دوم ص۱۳۶

نذر مانتا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرے گا۔ اس میں یہ شرط نہیں لگائی کہ وہ شریعت میں واجب کی جنس سے ہو۔ اصح ترین یہی بات ہے۔

اسی طرح اس امر میں نزاع ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد نبوی کی طرف سفر کرے اور وہاں پر عبادت کی نذر مانے تو کیا اس کا پورا کرنا واجب ہوگا یا نہیں؛ حالانکہ یہ مسجد اقصیٰ سے افضل ہے۔ اس کے برعکس اگر مسجد الحرام کا حج یا عمرہ کے لیے جانے کی نذر مانے تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہوگا۔ اس مسئلہ میں تمام علما متفق ہیں۔

سب سے افضل مسجد

مسجد حرام سب سے افضل مسجد ہے۔ پھر مسجد نبوی کا درجہ ہے اور پھر مسجد اقصیٰ کا درجہ ہے۔ چنانچہ صحیحین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

صَلٰوۃٌ فِی مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔[1]

میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے مگر مسجد حرام میں نماز پڑھنا اس سے بھی افضل ہے۔

چنانچہ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ مسجد حرام میں نماز پڑھنا مسجد نبوی سے افضل ہے۔ احمد، نسائی وغیرہ میں یہ حدیث مذکور ہے کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ[2]

یعنی مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

لیکن مسجد اقصیٰ کے متعلق مذکور ہے کہ پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور بعض روایات میں پانچ سو نمازوں کا ثواب مذکور ہے۔ یہی بات قرین قیاس ہے۔

قبروں اور مشاہد وغیرہ کی طرف سفر کرنے کی نذر ماننا گناہ ہے

اگر کوئی شخص نذر مانے کہ خلیل اللہ کی قبر کی زیارت کروں گا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۶، ترمذی ج ۱ ص ۴۴، ابن ماجہ ص ۱۰۲ لیکن اس میں خیر کے بجائے افضل کا لفظ ہے [2] ابن ماجہ ص ۱۰۳

کی قبر مبارک کی زیارت کروں گا یا طور پہاڑ کی جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا یا غار حرا کی جس میں حبیب خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کیا کرتے تھے اور جس میں وحی کا نزول ہوا یا اس غار کی جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے اور دیگر غاریں اور مقامات اور مشاہد جو کسی نبی یا کسی شیخ کی طرف منسوب ہیں یا کسی غار یا پہاڑ کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ چنانچہ ائمہ اربعہ اس مسئلہ میں متفق ہیں کیونکہ ان مقامات کی طرف زیارت اور عبادت کی غرض سے سفر کرنا ممنوع ہے۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین مساجد کے سوا کسی مسجد کے لیے سفر نہ کیا جائے۔" تو اس فرمان میں عام مسجدوں کی طرف سفر کرنے کی ممانعت ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کے گھر ہیں اور ان میں پانچ اوقات نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

مسجد قباء کا سفر جائز نہیں

مسجد قباء کا سفر جائز نہیں۔ حالانکہ یہ وہ مسجد ہے جس کے متعلق مذکور ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں ہو تو اس کے لیے وہاں جانا مستحب ہے۔ کیونکہ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ہفتہ کے دن سواری پر یا پیدل چل کر قباء تشریف لے جاتے تھے [۱]

جامع ترمذی میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ الطُّهُوْرَ ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ فِيْهِ كَانَ لَهُ كَعُمْرَةٍ [۲]

جو شخص گھر سے اچھی طرح وضو کرکے مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی نیت سے جاتا ہے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ہوگا۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

جب اس جیسی مساجد کی طرف سفر کرنے اور طور پہاڑ کی طرف سفر کرنے کی ممانعت ہے جس کا قرآن پاک میں ذکر آیا ہے تو دیگر مقامات کی طرف سفر کرنا کیسے جائز ہو سکتا

[۱] مشکوٰۃ جلد اول ص۶ بحوالہ صحیحین [۲] ابن ماجہ ص۱۰۳ مفہوم یہی ہے لیکن الفاظ میں اختلاف ہے۔

ہے جیسے امام مالکؒ نے ان مواضع کا ذکر کیا ہے جو نماز پنجگانہ کی غرض سے نہیں بنائے گئے بلکہ وہاں پر نماز پڑھنا اور ان کو سجدہ گاہ بنانا منع فرمایا۔

چنانچہ صحیحین میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت کے موقعہ پر ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ[1]

یہود اور نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

جو کچھ انھوں نے کیا اس سے اپنی امت کو ڈراتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے سجدہ گاہ بننے کا خدشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر مبارک باہر بنائی جاتی لیکن آپ نے اس بات کو برا محسوس کیا کہ آپ کی قبر مبارک کو سجدہ گاہ بنایا جائے۔

چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ میں مذکور ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ۔ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ فَاِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ[2]

تم سے پہلے لوگ (یہود ونصاریٰ) اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے۔ خبردار تم ایسا مت کرنا۔ میں تم کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔

بدیں وجہ صحابہ کرامؓ کسی نبی کے مشہد کی طرف سفر کر کے نہیں جاتے تھے خواہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشہد ہو یا کسی اور بزرگ کا۔ نبی کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معراج کا سفر کیا تو بیت المقدس کے سوا کسی جگہ نماز نہیں پڑھی۔ بیت المقدس میں دو رکعت پڑھیں جیسے صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ راستہ میں کسی اور مقام پر نماز نہیں پڑھی۔ جو لوگ حدیث معراج میں ذکر کرتے ہیں کہ

اِنَّہٗ صَلّٰی فِی الْمَدِیْنَۃِ وَصَلّٰی عِنْدَ قَبْرِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَصَلّٰی عِنْدَ قَبْرِ خَلِیْلٍ۔

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نماز پڑھی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس نماز پڑھی۔ پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر کے پاس نماز پڑھی۔

[1] مسلم جلد اول ص۲۰۱، نسائی جلد اول ص۲۳۳ [2] مشکوٰۃ جلد اول ص۶۹ بحوالہ مسلم

تو یہ اور ایسی دیگر احادیث جھوٹی اور موضوع ہیں۔

بعض متاخرین نے مشاہد کی طرف سفر کرنے کی اجازت دی ہے لیکن یہ بات انھوں نے کسی امام کے حوالے سے پیش نہیں کی اور نہ کوئی شرعی حجت پیش کی ہے بلکہ اٹکل پچو اور قیاس آرائیوں سے ان کے جواز کا مسئلہ ثابت کیا ہے۔

مسجد اقصیٰ میں مشروع اور غیر مشروع امور کی تفصیل

مسجد اقصیٰ میں مشروع عبادات ایسی ہیں جیسی مسجد نبوی یا دیگر مساجد میں۔ ہاں البتہ مسجد حرام ان سے مستثنیٰ ہے کیونکہ ان میں دیگر مساجد کی عبادت کے علاوہ کچھ اور کام بھی مشروع ہیں جیسے خانہ کعبہ کا طواف، حجر اسود کی تقبیل اور رکن یمانی کو ہاتھ لگانا۔ لیکن مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور دیگر مساجد میں ایسی کوئی جگہ نہیں جس کا طواف جائز ہو اور اس کی کسی شے کا مسح کرنا یا بوسہ دینا کار ثواب ہو۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کا طواف کرے۔ اسی طرح کسی اور نبی یا کسی صالح انسان کی قبر کا طواف جائز نہیں۔ بیت المقدس کے پتھر اور جبل عرفات کے قبے اور جیسے دیگر مقامات کا طواف جائز نہیں۔ بلکہ خانہ کعبہ کے سوا تمام روئے زمین پر ایسا کوئی مقام نہیں جس کا طواف جائز ہو۔

جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ بیت اللہ شریف کے ماسوا کسی مسجد یا مقدس مقام کا طواف مشروع ہے تو وہ اس شخص سے بڑا ہے جو خانہ کعبہ کے سوا کسی اور سمت کی کو منہ کرکے نماز پڑھنا جائز سمجھتا ہے۔ جب نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورۃ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ نے اٹھارہ ماہ مسلمانوں کو بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھائی۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کا قبلہ یہی تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو قبلہ مقرر فرمایا اور اس کے متعلق قرآن پاک کی آیات کا نزول ہوا۔ جو سورۃ بقرہ میں موجود ہیں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مسلمانوں نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی اور یہ ہمیشہ کے لیے امت محمدیہ کے لیے قبلہ مقرر ہو گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سے پیشتر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کا یہی قبلہ تھا۔

آج جو شخص بیت المقدس کے صخرہ کو قبلہ تصور کرتا ہے اور اس کی طرف منہ کرکے نماز

پڑھتا ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے اور مرتد ہے۔ اسے توبہ کے لیے کہا جائے۔ اگر وہ توبہ کرلے تو فبہا ورنہ واجب القتل ہے۔ حالانکہ وہ پہلے قبلہ رہا ہے اور پھر منسوخ ہوگیا تو اس کا کیا حال ہوگا جو کسی اور مقام یا مشہد کا یوں طواف کرتا ہے جیسے خانہ کعبہ کا طواف کیا جاتا ہے حالانکہ خانہ کعبہ کے ماسوا کسی مقام کا طواف ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہاں گا مجھے لے جاکر ذبح کرے گا اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہاں پر قربانی کرنا افضل ہے اور عید کے موقع پر وہاں جاکر بال منڈائے یا اس کا سفر کرے تاکہ عرفہ کی شام کو وہاں پر عرفہ کرے تو یہ تمام امور جن میں بیت المقدس کو بیت اللہ شریف سے مشابہت دی جاتی ہے۔ طواف کرنا، قربانی کرنا اور بال منڈانا سب بدعات اور گمراہیاں ہیں۔ جو شخص ان میں سے کوئی کام کرتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ اللہ کی قربت کا ذریعہ ہیں تو اُسے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرلے تو فبہا ورنہ اسے قتل کردیا جائے جیسے کوئی شخص بیت المقدس کے پتھر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا اسی طرح قربت کا باعث ہے جس طرح خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا قربت کا باعث ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے مسلمانوں کی جائے نماز مسجد اقصیٰ کے مقدم بنائی تھی۔

مسجد اقصیٰ سے کیا مراد ہے؟

مسجد اقصیٰ اس مسجد کا نام ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا۔ بعض لوگ مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مصلیٰ (جائے نماز) لیتے ہیں جو حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے لیے نماز پڑھنے کے لیے مسجد اقصیٰ سے اگلی جانب بنائی تھی اس مصلیٰ میں نماز پڑھنا جو حضرت عمرؓ نے بنایا تھا مسجد کے باقی حصّے سے افضل ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کو فتح کیا تو اس وقت صخرہ (بیت المقدس کے پتھر) کے آس پاس بہت گوبر پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ یہود اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے اور ان کی مخالفت میں نصاریٰ اس کی توہین کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس نجاست کو دور کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر کعب احبار سے دریافت کیا۔ نماز (مسلمانوں کے لیے جائے نماز) کہاں بنائی جائے۔ اس نے مشورہ دیا کہ صخرہ کے پیچھے بنائی جائے۔ حضرت عمرؓ اس کی بات سن کر ناراض ہوئے

کہا اے یہودن کے بیٹے! تم پر یہودیت غالب آگئی ہے۔ میں تمھارے مشورہ پر عمل نہیں کروں گا بلکہ اس کی اگلی جانب بناؤں گا کیونکہ ہمارے لیے مسجدوں کا اگلا حصہ ہے۔
بنا بریں امت مسلمہ کے ائمہ جب اس مسجد میں داخل ہوتے تو اس مصلّی کے پاس نماز پڑھتے جو حضرت عمرؓ نے بنایا تھا۔
حضرت عمرؓ سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ انھوں نے محراب داؤد میں نماز پڑھی۔

صخرہ کی تعظیم اور اس کے پاس نماز پڑھنا جائز نہیں

صخرہ کے پاس حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی نہ صحابہ کرام نے۔ نیز خلفائے راشدین کے زمانہ میں اس پر کوئی گنبد نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ، یزید اور مروان کے عہد حکومت میں ننگا تھا۔ پھر جب عبدالملک بن مروان نے ملک شام کو فتح کیا اور اس کے اور ابن زبیر کے مابین اختلاف کی خلیج بڑھ گئی تو لوگ حج کر کے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس اکٹھے ہو جاتے تھے۔ یہ بات عبدالملک کو ناگوار گزری اس نے چاہا کہ لوگوں کو ابن زبیرؓ کے پاس جانے سے روکا جائے۔ چنانچہ اس نے صخرہ پر ایک قبہ بنا دیا اور سردی گرمی میں اس پر غلاف دینے کا رواج شروع کیا تاکہ لوگوں کے دلوں میں بیت المقدس کی زیارت کا شوق پیدا ہو اور ابن زبیرؓ کے پاس جمع ہونے سے ہٹ جائیں۔
صحابہ کرام اور تابعین میں اہل علم اس صخرہ کی تعظیم نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ قبلہ منسوخ ہو چکا تھا۔ جیسے ہفتے کا دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں عید کا دن تھا لیکن شریعت محمدیہ میں اسے منسوخ قرار دیدیا گیا اور جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے مقرر کیا گیا۔ تو اب مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ ہفتہ اور اتوار کو عبادت کے لیے مخصوص کریں جیسے یہود اور نصاریٰ کرتے تھے۔ اسی طرح صخرہ کی یہود اور کچھ نصاریٰ تعظیم کرتے تھے۔

جاہل لوگوں کا بیت المقدس میں کچھ آثار کا ذکر کرنا سراسر جھوٹ ہے

بعض جاہل بیان کرتے ہیں کہ بیت المقدس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک

کا نشان ہے یا آپ کی پگڑی وغیرہ کا نشان ہے تو یہ تمام باتیں جھوٹوں کا پلندہ ہیں۔ ان سب سے زیادہ جھوٹی بات یہ ہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہاں پر اللہ تعالیٰ کے قدم اقدس کی جگہ ہے۔ اسی طرح وہ مقام جن کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گہوارہ ہے جھوٹ ہے۔ وہ تو ایسا مقام ہے جہاں عیسائی جاتے تھے۔ اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر پلصراط ہے اور ترازو ہے یا وہ دیوار ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہوگی اور وہ دیوار مسجد کی شرقی جانب ہے یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ وہاں پر ان اشیاء کا کوئی وجود نہیں۔ اسی طرح وہاں پر ایک زنجیر لٹکا ہوا ہے اس کی تعظیم کرنا یا اس مقام کی تعظیم کرنا سب ناجائز اور غیر مشروع کام ہیں۔

بیت المقدس کی قبروں کی زیارت جائز ہے بشرطیکہ ان کی خاطر سفر نہ کیا جائے

بیت المقدس میں سوائے مسجد اقصیٰ کے ایسی کوئی جگہ نہیں جس میں عبادت کی غرض سے سفر کیا جائے لیکن جب بیت المقدس میں جائے تو اگر قبرستان میں مردوں کی زیارت کرے اور ان کو سلام کہے اور ان کے لیے رحم کی درخواست کرے۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو سکھلایا تھا تو جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو سکھلایا کرتے تھے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو اہل قبور کے لیے یہ دعا کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَمِنْكُمْ وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ[1]

اے گھر والو مومن مردو اور عورتو! تم پر سلام ہو۔ ہم بھی عنقریب اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ ہم میں سے جو آگے جا چکے ہیں (فوت ہو چکے ہیں) اور جو پیچھے رہ گئے ہیں (زندہ ہیں) سب پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمائے ہم تمہاری اور اپنی خیر و عافیت کا اللہ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۵۴ بحوالہ مسلم۔

الٰہی (ہم سے جو پہلے فوت ہو چکے ہیں) ان کے ثواب سے ہمیں محروم نہ فرما اور ان کی وفات کے بعد ہمیں کسی آزمائش اور فتنہ میں مبتلا نہ فرما اور ہم کو اور ان سب کو چشم عفو سے دیکھ۔

کفّار کے عبادت خانے کی زیارت کرنا گمراہی ہے

کفار کے عبادت خانے جیسے وہ موضع جس کو قمامہ کہتے ہیں یا بیت اللحم یا صیہون یا عیسائیوں کے گرجے وغیرہ کی زیارت کرنا ممنوع ہے۔ جو شخص ان میں سے کسی مقام کی زیارت کرتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ ان کی زیارت کرنا مستحب ہے اور اس میں عبادت کرنا گھر میں عبادت کرنے سے افضل ہے تو وہ گمراہ ہے اور اسلام سے خارج ہے اسے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ واجب القتل ہے۔

اگر کوئی شخص کسی اور غرض سے وہاں گیا اور وہاں پر نماز کا وقت ہو گیا تو پھر وہاں پر نماز پڑھنے کے متعلق امام احمدؒ وغیرہ کے مذہب کے مطابق تین اقوال ہیں۔

۱- اس پر نماز پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ چنانچہ ابن عقیل نے اسی قول کو پسند کیا ہے امام مالکؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

۲- اس میں نماز پڑھنا مطلقاً جائز ہے۔

۳ اگر اس میں تصویریں ہوں تو اس میں نماز پڑھنا منع ہے بصورت دیگر جائز ہے۔ یہ امام احمدؒ سے منقول ہے۔ وہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ وغیرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس گھر میں تصویریں ہوں فرشتے داخل نہیں ہوتے"۔ نیز جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو خانہ کعبہ میں بت تھے۔ جب تک یہ بت اور تصویریں خانہ کعبہ سے نکالی نہیں گئیں آپ اس میں داخل نہیں ہوئے۔

تمام روئے زمین پر حرم صرف دو ہیں

بیت المقدس میں ایسا کوئی مکان یا مقام نہیں جس کا نام حرم ہو اور نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر اور نہ اس کے علاوہ کوئی اور مقام ہے جسے حرم کے نام سے موسوم کیا گیا ہو

صرف تین مقامات کے متعلق حرم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ حرمِ مکہ زادہا اللہ عزاً وشرفاً۔ اس کے حرم ہونے پر تمام امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے۔

۲۔ حرمِ نبوی۔ جمہور علماء کے نزدیک حرمِ نبوی عیر پہاڑ سے ثور پہاڑ تک ہے۔ اس کی حد تقریباً بریدد ا بریدلہ ہے۔ جمہور علماء جیسے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمدؒ کے نزدیک یہ حرم ہے۔ اس سلسلہ میں کئی مشہور حدیثیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

۳۔ وج۔ طائف کے علاقہ میں ایک وادی کا نام ہے۔ اس کے متعلق ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے جو احمدؒ نے اپنی مسند میں بیان کی ہے لیکن کتب صحاح میں مذکور نہیں اور اکثر علماء کے نزدیک یہ حرم نہیں۔ امام احمدؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے چنانچہ اس حدیث سے کسی نے حجت نہیں پکڑی۔

مذکورہ بالا تینوں مقامات کے ماسوا کوئی جگہ حرم نہیں۔ تمام علمائے امت اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ کیونکہ حرم وہ ہوتا ہے جس جگہ شکار کرنا یا نباتات کو کاٹنا یا اکھاڑنا اللہ نے حرام قرار دیا ہو۔ لیکن مذکورہ تینوں مقامات کے سوا اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ شکار کرنا یا نباتات کو اکھاڑنا حرام قرار نہیں دیا۔

جب گمراہ لوگ بیت المقدس کی زیارت کریں تو وہاں جانا منع ہے

ویسے تو بیت المقدس کی زیارت کے لیے جانا ہر وقت جائز ہے تاہم ایسے اوقات میں جب کہ گمراہ لوگ وہاں جاکر بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں، جانا جائز نہیں جیسے عید قربان کے موقعہ پر اکثر گمراہ لوگ سفر کرتے ہیں تاکہ وہاں جاکر عرفات کی طرح وقوف کریں گے یا وہاں جاکر عرفہ کے میدان کی طرح عرفہ کریں گے۔ تو ایسی اغراض سے وہاں جانا یقیناً حرام اور ناجائز ہے۔ ایسے موقع پر ان کی مشابہت اختیار کرنا اور ان کی تعداد اور رونق کو دوبالا کرنا ہرگز جائز نہیں۔

حج کے سفر کے ساتھ اس کا سفر کرنا کارِ ثواب نہیں

حج کے سفر کے ساتھ بیت المقدس کا سفر کرنا کوئی کارِ ثواب نہیں۔ قائل کا یہ کہنا کہ

لہ ایک برید تقریباً بارہ میل ہوتا ہے۔

بیت المقدس کی زیارت کرنے سے حج پاک ہو جاتا ہے۔" یہ بے بنیاد اور باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ جیسے یہ حدیث بیان کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من زارنی وزار ابی فی عام واحد ضمنت له الجنة۔

جو شخص میری اور میرے باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی ایک ہی سال میں زیارت کرتا ہے یعنی جب مسجد نبوی کی زیارت کرتا ہے تو اس کے بعد بیت المقدس کی زیارت کے لیے جاتا ہے تو ایسے شخص کے لیے میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اس کے متعلق اہلِ علم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ حدیث سراسر جھوٹی ہے بلکہ ہر وہ حدیث جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے سلسلہ میں بیان کی جاتی ہے وہ ضعیف ہے بلکہ اگر ان کو موضوع کہا جائے تو اس میں کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ یہ حدیث اہل صحاح نے بیان کی ہے نہ اہلِ سنن نے اس کا ذکر کیا ہے بلکہ کتب مسانید جیسے مسند احمد وغیرہ میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ ہاں البتہ سنن ابوداؤد میں ایک حدیث یوں مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ [1]

جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس بھیج دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔

تو جو شخص آپ کے روضہ اطہر کے پاس کھڑا ہو کر آپ پر سلام پڑھتا ہے آپ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور جو دور دراز سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے تو فرشتے اس کا سلام آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔

جیسے نسائی میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِقَبْرِيْ مَلَائِكَةً يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ [2]

اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کہ میری امت کا جو شخص مجھ پر سلام پڑھیں وہ مجھ تک پہنچائیں۔

---

[1] ابوداؤد جلد اول ص ۲۷۹　[2] نسائی جلد اول ص ۱۵۱ اسی مفہوم کی حدیث ہے۔ الفاظ میں اختلاف ہے۔

سنن میں یہ حدیث بھی مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔[1]

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام کہنے لگے کہ ہمارا درود آپ پر کیسے پہنچ سکتا ہے۔ حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے تو آپ نے فرمایا ایسی بات ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے انبیاء کا گوشت کھانا حرام قرار دیا ہے۔

تو آپ نے وضاحت فرما دی کہ دور دراز سے صلوٰۃ اور سلام مجھے پہنچا دیا جاتا ہے اور اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود وسلام بھیجیں۔ چنانچہ ایک صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صلی اللّٰہ علیہ بہا عشرا۔

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے بدلے دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا۔

دسواں مسئلہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک تمام مساجد سے افضل ہے لیکن تربت افضل نہیں

سوال: وہ تربت جس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں کیا مسجد حرام سے افضل ہے؟

جواب: وہ تربت جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں اس کے متعلق کسی صاحب علم نے نہیں کہا کہ وہ مسجد حرام، یا مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ سے افضل ہے ہاں البتہ قاضی عیاض اس کا قائل ہے۔ اس نے اس پر اجماع کا بھی ذکر کیا ہے لیکن

---

[1] نسائی جلد اول ص۱۶۲، ابن ماجہ ص۱۹۔

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ان کے سوا کسی عالم نے ایسے نہیں کیا۔ اور ان کا کہنا حجت نہیں ہو سکتا۔ لیکن جہاں تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا معاملہ ہے تو وہ بلاشبہ تمام مساجد سے افضل ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس مقام پر آپ تولد ہوئے یا جہاں پر مدفون ہیں وہ تمام مخلوق سے افضل ہو۔ کیونکہ اس بات کا کوئی شخص قائل نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ عبداللہ کا بدن تمام انبیاء کے اجسام سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحب قدرت ہے جیسے چاہے کرتا ہے۔ وہ زندہ کو مردے سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے پر قادر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام ایک قابل تکریم نبی تھے مگر ان کا بیٹا جو طوفان نوح میں غرق ہوا کافر تھا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے اس کے برعکس ان کا باپ آزر کافر تھا۔

مساجد کی فضیلت کے سلسلہ میں جو روایات مذکور ہیں وہ مطلق ہیں ان میں سے کسی نبی کی قبر کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔ جو بات انھوں نے ذکر کی ہے اگر درست ہوتی تو ہر نبی کا مدفن اور ہر صالح انسان کا مدفن مسجدوں سے افضل ہوتا۔ حالانکہ مساجد وہ مقامات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کو بلند آواز سے ذکر کرنے کے متعلق فرمایا ہے۔

الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کو مسجد نبوی یا مسجد حرام سے افضل قرار دینا دین میں ایک بدعت ہے جو اسلام کے اصولوں کے منافی ہے۔

[redacted]

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ ۔
- قریشی بک ڈپو شکر گڑھ ۔ ضلع سیالکوٹ ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن ، بازار نانذلیانوالہ ضلع فیصل آباد
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا ، تحصیل وضلع راولپنڈی ۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب ، خطیب جامع اہلحدیث ، صدر ، راولپنڈی ۔
- حکیم محمد یوسف صاحب زبیدی جامع مسجد اہلحدیث ۔شاہ فیصل شہید روڈ لعل چند باغ میر پور خاص (سندھ)
- منشا بکسٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن ۔
- خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں ، ضلع ملتان ۔
- "مکتبہ وہابیہ" ہاشمی کالونی ۔ گوجرانوالہ
- مرکز ادب حسین آگاہی ، ملتان شہر ۔
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ ، عباس سائیکل ورکس ، بلاک نمبر ۱۹ ، سرگودھا ۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد ایمن پور بازار ، فیصل آباد
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث ، قبولہ ضلع ساہیوال ۔
- محمود برادرز کریانہ مرچنٹس ، چمن بازار ، ہارون آباد ، ضلع بہاولنگر ۔